دلتنگدم

ثمرین شاہ

ُق س ط ت ی رہ ۔

حدید عالم کچھ دیر خاموش رہے۔خاموشی سے اس کی بات سُنی۔اس کی تکلیف کو محسوس کیا جو وہ ان سے بڑی مشکلوں سے چھپا رہا تھا۔سکندر نے اپنے ناک کے کونے کو دبایا اور کہا۔

"میں کچھ دن پہلے سوچ رہا تھا کہ حدید عالم میرے کندھے پہ ہاتھ رکھے گے اور کہے کہ انھیں فخر ہے کہ میں ان کا بیٹا ہوں۔ جھوٹ ہی سہی مگر کہے گے ضرور مگر سوچ کو ہی یہ بات ہضم نہیں ہوتی تھی تو حقیقت کو کہاں جا کر ہونی تھی۔"

"اسے قدر نہیں تھی سکندر تم جیسے ہیرے کی۔" سکندر ہنس پڑا۔

"جمالی یار تم تو نہ کہو یہ۔تم اچھی طرح جانتے ہو میں کچھ بھی ہوں مگر ہیرا نہیں۔"اس نے کہتے ہوے اپنا سر زور سے جھٹکا۔

"ہیرے کو اپنی قدر و قیمت کا اندازہ نہیں ہوتا سکندر اس کے قدر کرنے والے کو ہوتا ہے اور تم نہ صرف میرے لئے انمول ہو بلکہ رمشا'بختاور'ارہا'حداد'حنان بلکہ ہم سب کے لئے اہم ہو۔" سکندر چُپ ہو گیا۔

"میرے بیٹے میری قدر نہیں کرتے سکندر۔ جس وقت مجھے ان کی ضرورت تھی تو وہ مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔آیا وہ پاس ہو یا دور مگر میرا کندھا کبھی نہیں بنے۔جب ان کی مرضی ہوئی'جب ان کی سہولت ہوئی تب مجھ سے ملنا آئے ورنہ فون بھی کرنا گوارا نہیں کرتے تھے۔میرے دونوں بھائی تھے دونوں اپنی دُنیا میں مگن ہو گئے۔حداد سے مجھے کوئی گلہ نہیں ہے وہ بے بس تھا۔سب کچھ تو چھین چکا تھا اس سے۔کریر'آنکھ' ایک نئی زندگی جو وہ شروع کرنے جا رہا تھا'رشتے'دوست۔خیر میں اپنی بات کر رہا تھا کہ بھائیوں کے ساتھ میں اپنی بہن اور جگری دوست سے بھی دور ہو گیا تو اس وقت کون تھا میرا خون جلانے لاہور کا مشہور غنڈہ سکندر رہا جو میری سوچ کہی جانے ہی نہیں دیتا تھا۔"

"میں تو اس دُکھی کہانی میں کافی عرصے بعد آیا تھا۔واقعی میں بہت اکیلے تھے تم۔"

"جب ہی آئے گولے برسا کے آئے۔ حنان بیشک میرا بیٹا ہے سکندر میری عزت کرتا ہے مجھے اپنے بیٹوں سے زیادہ عزت اور محبت دیتا ہے مگر وہ پھر بھی میرا دوست نہیں بن سکتا۔"

"ظاہر ہے وہ میرا یار ہے۔" سکندر حنان کو سوچ کر مسکرایا۔

"اور میرے یار تم ہو۔ تمھارا کام میرا خون جلانا ہے نہ کہ اپنا۔ حداد کو اپنی آنکھ واپس مل سکتی ہے مگر اس کی ضرورت کسی نے محسوس نہیں کروائی تو وہ ایسے ہی خوش ہے۔ بختاور کو ہر موڑ پر اپنے ماں 'باپ اور بہت سے رشتوں کی اشد ضرورت تھی مگر تم نے اپنے وجود سے اسے اس طرف سوچنے ہی نہیں دیا۔ کبھی زندگی میں کہا اس نے کہا ہے کہ ماما مجھے امی چاہیے یا ابو؟"

"وہ ٹھیک کہہ رہے تھے بختاور نے کبھی کہا ہی نہیں کہ اسے امی یا اب نہیں کہا کہ اگر آج اس کی ماں ہوتی یا باپ تو یہ نہ ہوتا۔ واقعی سکندر اس کا سب کچھ تھا۔

"رمشا جس ماحول میں پلی بڑھی ہے وہاں آزادی تھی مکمل طور پر ایک پابندی نہیں تھی اس پر مگر ایک دفعہ بھی اس نے کہا کہ سکندر وہ تمھاری زندگی میں نہیں رہنا چاہتی جہاں ہر پل ہر موڑ پہ خطرہ ہی خطرہ ہے جہاں اسے اپنے ماں باپ اور بہت سے رشتوں سے دور رہنا پڑے گا۔ وہ کہی بھی بنا سکیورٹی کے جا نہیں سکتی۔"

"یہ دُنیا ہے سکندر یہاں سب کچھ نہیں ملا کرتا۔ وہ اس کی بدقسمتی تھی کہ وہ اپنے آخری وقت میں تمھیں نہیں بلا سکا۔"

"میں کتنا سٹوپڈ ساونڈ کر رہا ہونگا جمالی۔ کبھی کبھی میں بھول جاتا ہوں کہ میں گینگسٹر ہوں۔"

"تم گینگسٹر سے پہلے انسان ہو۔ انسان جذباتی ہو جاتا ہے۔ خاص کر ایسے موقعے پہ وہ بھنگڑے ڈالنے سے تو رہا۔" سکندر مسکرایا۔ وہ پیچھے ہو کر ارد گرد دیکھنے لگا۔

"کیا خیال ہے پھر اس کے جانے کی خوشی میں ایک پارٹی نہ رکھیں۔"

"بکواس کر والو تم سے۔ اب اتنا بھی بے حس ہونے کو نہیں کہا۔"

"میں تو ایسا ہی ہوں۔" اس نے کندھے اچکائے۔

"خیر اب اتنے کمینے نہیں ہو۔ کہاں ہو اس وقت اور کیا پروگیس ہے؟"

سکندر انھیں تفضیل بتانے لگا اور پھر چھوٹی موٹی نوک جھونک کے بعد جمال عظیم نے اسے خیال رکھنے کو کہا اور پھر سکندر نے فون بند کر دیا۔ سکندر نے ہاتھ رگڑے اور سامنے گلیری کو دیکھا جو تیزی سے اس کے سامنے سے گزر کر سائڈ درخت پہ چڑھنے لگا۔ سکندر اس وقت کو سوچنے لگا جب اس نے آخری دفعہ حدید عالم کو دیکھا تھا۔

یہ ایک سال پہلے کی ہی بات تھی شاید جب حدید عالم فاروق کے ساتھ کیش اینڈ کیری آئے تھے۔ انھوں نے کچھ دوایاں لینی تھی اور فاروق نے اپنا کوئی سامان حالانکہ فاروق نے منع کیا تھا کہ وہ نہ چلے ان کے ساتھ وہ خود ہی لے آئے گا مگر ان کا دل گھبرا رہا تھا اور وہ کہی باہر نکلنا چاہتے تھے۔ فاروق ٹرالی گھسیٹتے ہوے جوس سکیشن میں آ گیا اور حدید عالم کو اپنے ریزر چاہیے تھے تو وہ دوسری طرف بڑھے جب کسی کی آواز پہ وہ چونک اُٹھے۔ انھوں نے رُک کر اس طرف دیکھا تو ان کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

حدید عالم اس کو دیکھنے لگے۔ یہ شیر داود سکندر ہی تھا نا نہیں یہ کوئی اور ہی لگ رہا تھا۔ بلیک ٹی شرٹ اور بلیو جینز میں ملبوس بے بی کریر کی مدد سے اس کے سینے سے لگی سات آٹھ ماہ کی بچی کے ہاتھ پکڑے سیٹی پہ کوئی دھن بجاتا کچھ بول رہا تھا۔

"میری ارو کیا کھائے گی۔ بابا کی طرح سیب والا فلیور پسند ہے ہیں ناپر نسس۔" وہ بے بی فوڈ کی سیکشن میں کھڑا ارہا کے لئے بے بی فوڈ دیکھ رہا تھا۔ گرین فراک میں ملبوس گھنگرالے بالوں والی بچی اپنی ہاتھ اور ٹانگیں ہلاتے ہوے کھلکھلا رہی تھی۔

"بب با۔"

"ہاں میری جان بابا کو بتاو نا کیا کھاو گی۔ آج تو جائی بھی چھٹی پہ گیا ہے ورنہ وہ بتا دیتا۔ ہیں ارو۔"

"پاپا آپ یہاں کیا کر رہے یہ تو بچوں والا۔۔۔۔" فاروق کی نظر باپ پہ پڑی تو سیدھا یہاں آیا لیکن سکندر پہ نظر پڑتے ہوے وہ چُپ ہو گیا۔

"یار رے آف سن شائین سبزی والے فلیور کہہ رہی تھی جبکہ ارو کو تو۔۔۔۔" سکندر نے جھک کر بوتل اُٹھاتے ہوے ایک دم کن آنکھیوں سے کسی کو دیکھا تو وہ بھی رُک گیا۔ حدید عالم نے فوراً اپنی

نظریں پھیری لیکن بے اختیار اس ننھی سی جان پہ نظر پڑ گئی جو یقیناً سکندر کی بیٹی تھی تو سکندر باپ بن گیا۔ سکندر نے حدید عالم کے ساتھ فاروق کو دیکھا تو اس کے چہرے پہ عجیب سی مسکراہٹ آئی۔

"چلیں ڈیڈ۔" فاروق سکندر کے منہ نہیں لگنا چاہتا تھا تو اس نے باپ کو کہا اور چل پڑا۔

"اوہ تو ایکس جسٹس حدید عالم لاہور میں کیا کر رہے ہیں؟" وہ اپنی بیٹی کے بالوں پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا ارہا نے ہاتھ اُٹھا کر سکندر کی انگلی پکڑنے کی کوشش کی۔ حدید عالم نے اسے عجیب نظروں سے دیکھا۔

"خیر سے بیٹی والے ہو گئے ہو۔" سکندر کی آنکھیں ایک دم چمک اُٹھی۔

"بیٹی والا تو میں پہلے سے ہی ہو گیا تھا چاہے وہ بھائی کے روپ میں ہو یا ماما کے خیر ہاں خوشی تو ہوئی نہیں ہو گی آپ کو ظاہر ہے میرے جیسا بیٹا جو نہیں ہوا۔" حدید عالم نے دیکھا وہ کافی مختلف روپ میں دکھائی دے رہا تھا۔ اب چہرے اور زبان میں وہ تلخی اور سختی نہیں تھی جیسے پہلے ہوا کرتی تھی۔

سکندر نے ارہا کے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔

"یہ دیکھو ارو جانتی ہو یہ کون ہیں؟ یہ آپ کے دادا ہیں لیکن انھیں یہ اچھا نہیں لگے گا تو آپ انھیں انکل کہو۔" سکندر نے ارہا کو کہا۔ حدید عالم نے اس بچی کے معصوم سی شکل دیکھی جو مزے مزے کی منہ بنا رہی تھی۔ بالکل سکندر کی کاپی تھی۔ دل میں اس بچی کو ڈھیروں دعا دیتے وہ چل پڑے۔ ان کی ہمت نہیں تھی کھڑے ہونے کی۔ سکندر ان کو دیکھ کر کچھ کہنے ہی لگا تھا مگر وہ منہ پھیرے چل پڑے تھے۔ ایک منٹ کے لئے وہ ساکت ہو گیا پھر دوسرے منٹ وہ مسکرایا۔

"ہارٹ لیس مین ہیں ارو؟ اس خوبصورت سی جان سے اگر کوئی پگھل نہیں سکا تو سمجھو اس کے پاس دل ہی نہیں ہے۔ میری پرنسس چلو آج بابا سارے فلیور لیتے ہیں مل کے ٹرائی کرتے ہیں۔"

"بابابابابو فو۔"

سکندر ایک دم ہوش میں آیا جب اس نے دیکھا زرا سا موسم خرابی کی وجہ سے اندھیرا ہو گیا تھا۔ وہ اُٹھ کھڑا ہوا اور چلنے لگا اور خود سے کچھ گنگنانے لگا۔

oooooooooooooooooooooooooooooooooooooo

لائبریری کا دروازہ کھول کر بڑے سے روسی گارڈ نے میگھن کو اندر جانے کا اشارہ کیا۔ میگھن بلیک لیس ڈریس میں اپنے گیلے بالوں سمیت بہت غصے میں دکھائی دے رہی تھی۔ دیکھنے میں لگ رہا تھا جیسے سید ھا شاور لے کر وہ تیار ہونے ہی لگی تھی جب اس کے بلاوے پہ اسے زبردستی یہاں لے کر آئے۔

"آپ اندر جائیے باس آتے ہی ہونگے۔" میگھن اسے تیز نظروں سے دیکھتی رہی پھر سر جھٹک کر بولی۔

"اب کل کا ایڈیٹ آج سب کا باس بن گیا۔" انگریزی میں بڑبڑاتے ہوئے وہ اندر گھسی۔ اس کے اندر گھستے ہی وہ شخص دروازہ بند کر چکا تھا۔ وہ اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے اس کی لائبریری کا جائزہ لینے لگی۔ بکس کو دیکھ کر گہرا سانس لیتی وہ کھڑکی کے قریب آئی اور باہر کے نظارے کو دیکھنے لگی۔ وہ انگوٹھا اپنے ہونٹے پہ رکھتی سوچ میں پڑ گئی۔ فائیٹنگ رنگ سے نکل کر وہ تیزی سے یہاں نکلا اکثر فائیٹر اپنی جیت کا جشن منانے کی خاطر تھوڑی دیر رُکتے تھے۔ اپنی قسم کی شوخیاں انھوں نے ضرور مارنے ہوتی مگر وہ بیحد مختلف تھا' خاموشی سے اپنا کام کر کے یہاں سے دور جانا جاتا تھا۔ اسے اپنی اہمیت کا اندازہ بول کر نہیں لگانا پڑتا تھا۔ وہ اپنی خاموش اور سرد آنکھوں سے لوگوں کے اندر خوف پیدا کر دیا تھا۔ اسے تو کچھ سائیلنٹ کلر یعنی خاموش قاتل کہتے تھے۔ پیچھے لوگ اس کے نام پہ نعرے لگا رہے تھے اور وہ ان سب کو اگنور کرتے ہوئے اپنے روم کی طرف بڑھا۔ روم میں جانے لگا جب براڈ کے آدمی نے اسے روکا۔

"آرام کرنے کے بجائے پہلے ایڈ لے لو۔ آج کافی کٹس لگے ہیں۔" ڈیمن نے اسے دیکھا پھر بنا کچھ کہے اپنے روم کی طرف بڑھا اور بے انتہا غصے سے اس نے دروازہ بند کیا۔ اپنے سر پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے وہ بوتلوں کے سیکشن میں آیا اور ایک کی کیپ کھول کر اپنے زخموں میں ڈالنے لگا۔ اس کا چہرہ بالکل سپاٹ تھا جیسے اس کا جسم ابھی تکلیف سے جل نہ رہا ہو۔ کام سے فارغ ہو کر اس نے سگریٹ کا پیکٹ اور فون اُٹھایا اور صوفے پہ جا کر بیٹھا۔ کسی کو کال ملا کر وہ ساتھ سگریٹ بھی سلگانے لگا۔ گہرا کش لیتے ہوئے وہ گلا کنکھار کر بولا۔

"تم ابھی تک سوئی نہیں بخت ؟"

"نیند نہیں آ رہی ماما۔" چھ سالا بخت کی بات پہ سکندر نے گہرا سانس لیا۔

"ماما آج لیٹ ہو جائے گے بچے آپ کو پتا ہے نا۔ چلو جلدی سے اپنا بیر پکڑ واور بستر پہ لیٹو۔"

"ماما مجھے ڈر لگ رہا ہے۔ آپ آ جاؤ نا۔ میں نے بہت سکیری سا مین دیکھا۔ مجھے وہ بالکل اچھا نہیں لگتا۔" سکندر ایک دم چونک گیا پھر ایک دم سوچ کر کھڑا ہوا۔

"وہ سکیری مین نہیں ہے بخت۔ وہ تمھارے حفاظت کے لئے رکھا ہے لیکن کیا وہ تمھارے کمرے میں آیا؟" سکندر کا آخری جملے کے پیچھے ہمیشہ ڈر چھپا ہوتا تھا۔

"نہیں بس روم کھول کر چیک کیا پھر بند کر کے انھوں نے لاک لگا دیا۔ ماما کیا انھوں نے مجھے ٹریپ کر لیا۔" سکندر نے شکر کا سانس لیتے ہوے باتھ روم کا دروازہ کھولا وہ شاور لے کر سیدھا گھر جائے گا۔

"نہیں میری جان۔ آپ بالکل سیف ہو۔ ماما کے ہوتے ہوے کوئی آپ کو کچھ نہیں کہے گا۔ چلو جلدی سے آنکھیں بند کرو اور کاونٹ کرو ہنڈرڈ تک ماما اسی وقت حاضر ہو جائے گے۔"

"ون ٹو۔۔۔ہنڈرڈ ماما آپ کیوں نہیں آئے؟"

سکندر اس کی بات پہ مسکرا اُٹھا وہ بے حس آدمی اگر مسکراتا تھا تو اس چھوٹی کی ادا پہ۔

"آپ بس آنکھیں بند کرو میں بس آتا ہوں ٹھیک ہے ورنہ ماما آپ کو پلے لینڈ نہیں لے کر جائے گے۔"

"اوکے اوکے میں آنکھیں بند کرنے لگی ہوں۔" سکندر نے فون بند کیا اور شاور لینے کے لئے واشروم میں گھسا۔ باہر آیا تو ٹاول سے اپنے بال رگڑتا ایک دم ساکت رہ گیا۔ گرے سن ڈریس میں ملبوس وہ اور کوئی نہیں بلکہ میگھن تھی جو بخت کی تصویر اُٹھائے اس تصویر کو دیکھ رہی تھی۔ سکندر کے باہر نکلنے پر وہ مسکرائی پورے دانتوں سمیت۔

"تمھاری کزن بہت پریٹی ہے ڈیمی۔" سکندر نے دانتوں کو زور سے پیسے اور بے انتہا غصے سے ٹاول صوفے پہ پھینکا۔

"تم کس کی اجازت سے اندر آئی۔" اس کی آواز میں سرد مہری کے بجائے عجیب سا کٹیلا پن تھا۔اس کی بات پہ میگھن آنکھیں گھماتے ہوئے بولی۔

"او کم آن ڈیمی میرے گرینڈ پا کا کلب ہے۔میں بھلا کیوں کسی کی اجازت لیکر ہر جگہ آیا یا جایا کروں گی۔" سکندر کے جبڑے بھینچے گئے۔

"میں بڑے پولائیٹ ہو کر کہہ رہا ہوں یہاں سے تشریف لے جاو۔" سکندر نظریں دوسری طرف کرتے ہوئے کہہ کر میگھن سے بخت کی تصویر لی۔

"اور آئیندہ میرے پروائیٹ پیس میں آنے کی جرات بھی مت کرنا۔" میگھن کے چہرے پہ مسکراہٹ پھیلی۔

"تمھارا اٹیٹیوڈ واقعی کا پویا باس والا ہے۔سیڈ تم بس ہمارے فائیٹر اور غلام ہو۔ٹرسٹ می مجھ سے دوستی کرلو بہت فائدے ہونگے تمھارے۔"

سکندر اب کی بار ہنسا بڑی زہریلی ہنسی تھی پھر اس نے اپنی آنکھیں اُٹھائیں۔ایک دم میگھن کو عجیب سا احساس ہوا ان آنکھوں کو دیکھ کر۔

"میں کسی کا غلام نہیں ہوں۔تم سب لوگوں کی ہستیوں کو منٹوں میں مٹا کر یہاں کا بادشاہ بن سکتا ہوں۔مجھے باس بننے کے لئے یہ اوچھی حرکتوں کی قطعاً ضرورت نہیں ہے۔بہتر ہے بات سمجھ آگئی ہو گی۔اب یہاں سے تشریف لے جاو۔"

اور واقعی وہ اپنی بات پہ پورا اُترا تھا۔براڈ سے بڑے باس جو نہ صرف پورے روس پہ حکمرانی کرتا تھا بلکہ چند ایک ملک میں اس کی اپنی بادشاہت تھی اس کی ہستی کو مٹا کر اس نے اس کی جگہ لے لی۔

"تم کیا واقعی اس سے نفرت کرتی ہو؟" سٹک کو تھامے دروازے پہ مار تا وہ میگھن کو سوچ کی دُنیا سے نکالتے ہوئے بولا۔ میگھن نے ایک دم دل پہ ہاتھ رکھا اور تیزی سے بولی۔

"اس وقت تو مجھے تم سے نفرت ہو رہی ہے۔تین دن بعد مجھے اپنے پاس بلانے کا کیا مقصد تھا؟"

"سمپل میری جان کچھ بزنس ہے تم سے نمپٹانے ہیں۔آو بیٹھو۔" سٹک کی مدد سے وہ چلتا اپنی کُرسی کی طرف آیا۔

"اور یہ بزنس نمپٹانا تمھیں پورے تین دن بعد یاد آیا۔"

وہ کرُسی پہ بیٹھا اور اپنے چہرے پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے ہنسا۔

"تمھیں سانس لینے کا ٹائیم دیا ہے۔اتنی بڑی تصویر کو دیکھ کر تم بیچاری بے ہوش ہوگئی۔اتنی بڑی خبر کے لئے تو مینٹلی تیار ہونا تھانا۔" میگھن اس کی طرف آئی اور ٹیبل پہ دونوں ہاتھ رکھ کر وہ دانت پیستے ہوئے بولی۔

"تمھیں پورے جہاں میں بھی کسی سے محبت ہونی تھی تو اس سے؟ہاں ساری لڑکیاں مر گئی تھی کیا جو تمھیں وہ نظر آئی۔" وہ مسکراتے ہوئے اپنے لیے گلاس میں جیک ڈالنے لگا اور بولا۔

"تو کس سے محبت ہونی چاہیے تھا؟تم سے؟" وہ گلاس ہونٹوں کی طرف لے کر جاتے ہوئے بوے بولا۔ میگھن کے چہرے پہ گھن والے تاثرات آئے۔

"پلیز مجھ سے تو نہ ہی کرنا محبت تمھیں لڑکیوں کی کمی نہیں تھی جے!!! تو پھر سب کو ٹھوکر مار کر اسے کیوں چُنا۔"

"محبت ہوگئی۔اس پہ میرا اختیار نہیں ہے۔" میگھن زبردستی مسکرائی۔

"وہ بھی کاپو کی بیوی سے؟واو اسی کی بیوی سے ہی کیوں ہونی تھی۔چلو مان لیتے کہ وہ بہت حور پری ہوتی اس کی خوبصورت مرد کو کیا عورت کو بھی اپنی طرف کھینچتی مگر اس میں تو ایسا کچھ بھی نہیں بڑی عام سی ٹیپکل لڑکی تمھیں بھا گئی جبکہ تم کسی بھی لڑکی کو حاصل کر سکتے ہو۔" اس کی مسکراہٹ گہری ہوگئی.

"وہی تو میں سب کو پا سکتا ہوں مگر اسے نہیں۔یہی تو سب سے بڑا چیلنج ہے۔وہ اس کی بیوی ہے۔اگر کسی اور کو ہوتی تو شاید خاص نہ ہوتی مگر وہ اس کی بیوی ہے۔" اس کی عجیب بات پر میگھن کرُسی پہ بیٹھی۔

"تم کرنا کیا چاہتے ہو؟سکندر کو مار کر اس کی بیوی حاصل کرنا چاہتے ہو؟کیونکہ اسی طرح ہی اسے پا سکتے ہو ورنہ تو ایسے تمھیں مار دے گا۔"

"بہت سے لوگوں کی ہستی مٹا کر وہ کاپو بن گیا تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ میرا کچھ بگاڑ سکتا ہے میگھی ڈارلنگ۔ کچھ بھی کہہ لو۔ ہے تو انسان ہی اور اس کی بہت سی کمزوریاں ہیں چاہے وہ بیٹی کی صورت میں ہو یا اس کی بھانجی کی صورت میں۔" وہ گلاس کے کونے میں انگلی پھیرتا سرد لہجے میں بولا۔

"اس نے مجھے تین سال قید میں رکھا۔ کیا سمجھتے ہو یہ طریقے میں نے نہیں استعمال کیے۔ بیکار ہے ۔وہ جنگلی جانور ہے اپنے رشتوں کے معاملے تمھاری سوچ سے بھی زیادہ آگے ہے۔"

"تم اس سے واقعی نفرت کرتی ہو نا؟"

"میں تمھیں وارن کر رہی ہوں۔ اس کی طرفداری نہیں کر رہی۔ منہ کی کھاؤ گے۔"

"کچی کھلاڑی ہو تم میگھی۔ میں نے اتنے برس خاموشی سے اس لئے نہیں گزارے کہ میں اس سے ڈرتا تھا بلکہ میں خود کو تیار کر رہا تھا تاکہ اس کے برابر آسکوں اس کی کمزوری اکھٹی کروں۔ صحیح وقت کا انتظار کر رہا تھا اور میرے لحاظ سے یہ صحیح وقت ہے۔" اس نے دراز کھولا اور ایک خاکی پیکٹ نکالا ۔

"یہ تمھاری بیٹی کی ڈیٹیلز۔ صحیح سلامت اپنی زندگی گزار رہی ہے۔ اگر چاہتی ہو پھر سے دوبارہ اس کے ساتھ نارمل زندگی گزارو تو پھر میری مدد کرو۔" میگھن ایک دم تیزی سے پیکٹ لینے لگی تو اس شخص نے پیکٹ پیچھے کیا۔

"کیا چاہتے ہو تم؟ میں آخر کیا کر سکتی ہوں۔ خود کو قید سے نکال نہ سکی۔ اس ڈائن کا مار نہ سکی۔ سکندر کو پا نہیں سکی تو میں کیا کر سکتی ہوں تمھارے لئے۔"

"بہت کچھ کر سکتی ہو۔ تم فکر کیوں کرتی ہو میرا ساتھ دو بس سمپل! پھر میرا پلان سُنا اس کے مطابق ہم اپنا کام کریں گے۔" میگھن سینے پہ بازو لپیٹے اسے دیکھنے لگی پھر پیچھے ہو کر ٹانگ پہ ٹانگ رکھ کر بولی۔

"ایک بات بتاؤ مجھے اتنی آسانی سے کیسے نکالا ہے؟ کچھ بھی ہو جائے اس کے آدمی بہت ایمان دار ہیں اور اس سے بہت زیادہ ڈرتے ہیں چاہے تم کتنے ہی طاقتور کیوں نہ ہو گئے ہو۔"

"قید میں رہ کر کافی عقلمند ہو گئی ہو۔ ویری گڈ یہ دماغ آگے جا کر بہت کام آئے گا۔" اس نے دراز سے ایک اور پیکٹ نکالا اور اس میں سے تصویر نکال کر اس کے سامنے رکھی۔ میگھن نے اس تصویر کو دیکھا مگر اُٹھایا نہیں۔

"اب یہ کون ہے؟"

"اسی نے تمھیں جیل سے نکالنے میں مدد کی ہے اور یہ آدمی میری منزل تک پہنچنے میں بھی مدد کرے گا۔" اب وہ چونک کر قریب سے اسے دیکھنے لگی۔

"دیکھنے میں بڑا جانا پہچانا لگتا ہے مگر میں نے اسے کبھی دیکھا نہیں ہے۔ شریف بھی لگ رہا اور ڈروانا بھی۔"

"بہت اہم آدمی ہے اس کے بنا تو میں کچھ کر ہی نہ پاتا۔"

"تمھیں کہاں سے ملا؟ اور یہ ہماری مدد کیوں کرنا چاہتا ہے؟"

"کوئی کسی کی مدد کیوں کرتا ہے میگھی۔"

"اپنے مفاد کے لئے۔"

"بالکل تو اس کے پیچھے بھی بڑا مفاد ہے۔"

"کیا تم اسے پیسے دے رہے ہو؟"

"او نو پیسے کی خاطر بہت سے لوگ دیر سے صحیح میرا کام کر ہی دیتے۔ اپنے باپ کی مثال دیکھ لو۔ کیسے بونگے شارپ شوٹر اُٹھائے جو اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکے۔"

"تو تمھارا مقصد اس کو مارنا نہیں ہے؟"

"مارنا تو بڑا آسان سا کام ہے۔ اذیت دینے کا اپنا ہی مزہ ہے۔ اس کا فیورٹ میڈسن ہے جو وہ سب کو کھلاتا ہے۔ میں اسی کا میڈسن اسے ہی کھلاوں گا۔"

"تو تمھیں اس کی بیوی سے محبت نہیں ہے؟" وہ اب خاموش رہا۔ اس کی خاموشی بہت کچھ کہہ رہی تھی۔

"اس کو بدلے میں کیا دے رہے ہو؟"

"جان کر کیا کرو گی؟"

"جاننا ضروری ہے ورنہ میں مدد نہیں کر رہی۔"

"مجھے اسے حاصل کرنا ہے۔اسے اپنا بنانا ہے تو ہاں اسے محبت کہہ سکتے ہو۔"

"تو وہ تمھاری ایک اور ڈول میں سے ہے جس سے تم کھیلنا چاہتے ہو؟ رائٹ؟"

"میں سکندر کی گڑیا کو توڑنا چاہتا ہوں۔" اب اس کے لہجے میں دُنیا جہاں کی نفرت تھی۔ میگھن کچھ سوچتی رہی پھر ایک دم ہونٹوں پہ دو انگلیاں پھیرتے ہوئے مسکرائی۔

"تو میں تمھاری مدد کرنے کو تیار ہوں۔"

****

"ماما کچھ پتا لگا؟ یہ آدمی میرا فون کیوں نہیں اُٹھا رہا!! کونسا دورہ پڑا ہے انھیں۔" حداد شاپ سے نکل کر اِدھر اُدھر دیکھ رہا تھا تو بولا۔

"ریلیکس مشی یہی کہی ہو نگا مجھے حیرت جاوید پہ ہو رہی ہے کہ اس نے اتنے آرام سے بنا وجہ جانے جانے کیوں دیا۔"

"میں نے ابھی اچھی خاصی سُنائی ہے انھیں۔اوپر سے ارو کی باتیں مجھے ڈرانے پہ مجبور کر گئی۔اس نے کہا پاپا کسی لڑکی سے ملے ہیں۔اسے سی کہہ رہے تھے اب یہ سی کیا بلا ہے؟ یااللہ شیر و نے مجھے آزمانا کیوں ہوتا ہے۔"

"توبہ ویمن اس سے زیادہ تم مجھے ڈر رہی ہو۔یہی کہی ہو نگا کان پکڑ کر تمھارے پاس لاوں گا تاکہ تم اپنا سارا کنگفو اس پہ آزماو۔"

"ماموں فنی بات نہیں ہے مجھے ڈر لگ رہا ہے۔وہ بیحد پریشان رہتے ہیں۔اوپر سے طبیعت بھی ٹھیک نہیں تھی۔" حداد گاڑی میں بیٹھا اور دروازہ بند کرتے ہوئے سیٹ بیلٹ باندھتے ہوئے بولا۔

"وہ اور پریشان؟ نہیں بچے وہ سب کو پریشان کرتا ہے خود کبھی پریشان نہیں ہوتا۔بخت اُٹھی اب تک؟"

"نہیں سو رہی ہے۔ حیرت ہے ماما کی غائب ہونے کا سُن کر وہ ابھی پاگلوں کی طرح ٹہل رہی تھی پھر ایک اسے نیند آئی اور سو گئی۔ ایک منٹ ماموں آپ نے کچھ کیا ہے۔"

"میں اپنے کان نہیں پکا سکتا تھا۔ سکندر 'داود نا ما سُن سکتا ہوں ماما ما نہیں تو بہ یہ لفظ ہی بُرا لگنے لگا ہے۔"

"ماموں آپ بہت مین ہیں۔ بہت زیادہ حد سے زیادہ۔"

"اچھا بھائی لا رہا ہوں صبر کرو۔ تم ارو کو دیکھو کہی آپی کو جگا نہ دے۔"

"وہ تو اپنی گن پریکٹس میں لگی ہے۔"

"تو مدد کرو۔" اس نے گاڑی آگے بڑھاتے ہوئے ارد گرد شاپس' اوپن ریسٹورنٹ کو ایک نظر دیکھا ۔

" کہی بار میں تو نہیں ہو گا رمشا؟"

"نہیں ماموں انھوں نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ وہ ایسا نہیں کریں گے۔ بڑی سی بڑی پرابلم آگئی انھوں نے اس حرام شہہ کو منہ نہیں لگایا۔"

"رام می شے۔" ارہا کے پیچھے سے آواز آئی۔ حداد نے ایک دم بریک لگائی۔

"مل گیا تمھارا عزیز شوہر وہ سامنے پارک نما ریسٹورنٹ میں ہے۔ میں ابھی سیٹ کر کے آتا ہوں۔"

رمشا آگے سے کچھ کہنے لگی حداد نے فون کاٹ دیا۔ حداد نے گاڑی پارک اور تیزی سے اُتر کر ریسٹورنٹ گیٹ کی طرف بڑھا۔ سکندر رکڑوا لیمن جوس کا سپ لیتے ہوئے ارد گرد نظارے کو دیکھ رہا تھا۔ کوئی اس کے سامنے کھڑا ہوا۔ وہ سمجھ گیا کہ کون آیا ہے مگر اس نے پھر بھی سر نہیں اُٹھایا۔

"پوچھ سکتا ہوں اپنا فون بند کیے' یہ ناکام عاشق جیسی شکل بنائے یہاں کیا کر رہے ہو؟" ایک ویٹر آیا اس نے سکندر کا میکسیکن سٹیک رکھا۔ سکندر اس سٹیک سے نکلتے دھوئیں کو دیکھتا رہا پھر اس نے کانٹا اُٹھایا مگر صرف پکڑنے کے لئے۔

"کب سے ڈھونڈ رہا ہوں تمھیں اور تم یہاں بیٹھے ہو۔ پتا ہے رمشا اور بخت کی کتنی جان نکل گئی تھی ۔سکندر!!!! سُن رہے ہو؟" سکندر نے سر اوپر اُٹھایا مگر غصیلے سے حداد کو کوئی جواب نہیں دیا۔

حداد نے اس کی خالی آنکھیں دیکھی تو چونک گیا۔ وہ اس کے ساتھ بیٹھنے کے بجائے گھٹنے کے بل جھکا اور اپنے ٹھوڑی پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا۔

"کوئی چیز پریشان کر رہی ہے؟" سکندر نے نفی میں سر ہلایا۔

"تم چُپ ہو۔ یہ نارمل بات نہیں ہے سکندر۔"

"سگریٹ ہے؟" سکندر نے حداد سے پوچھا۔

"فریکونٹلی تو نہیں پیتا مگر ہاں ہے۔" حداد نے اپنے کوٹ سے سگریٹ کا پیکٹ اور لائیٹر نکالا اور اسے دیا۔ سکندر کے ساتھ آج ارو تھی اس لئے اس نے اپنے پاس پیکٹ نہیں رکھا تھا۔ سکندر نے سگریٹ سلگائی۔

"بیٹھ جاو لوگ غلط مطلب لیں گے۔" سکندر کی بات پہ حداد مسکرایا۔

"مگر تم تو میرے عاشق ہو تو جو مطلب لیں گے صحیح لیں گے۔" سکندر نے اسے آنکھیں دکھائیں مگر کچھ کہا نہیں۔

"یہاں کیوں بیٹھے ہو رمشا کو اطلاع تو دے دو۔"

"تم نے دے دی ہے کافی ہے۔" سکندر بے پروائی سے کش لیتے ہوئے بولا۔ وہ گرماسٹیک کو دیکھ ہی نہیں رہا تھا۔ حداد حیرت سے اسے دیکھنے لگا۔ کوئی سنیجدہ بات تھی بنا سوچے سمجھے اُٹھا اور سکندر کو کھینچ کر گلے لگایا۔

"تمھاری آنکھیں کہہ رہی ہیں جیسے تم نے کچھ کھو دیا ہے۔" سکندر نے اسے الگ کرنا چاہا مگر اس کی بات پہ ساکت رہ گیا پھر بولا۔

"جو چیز آپ کی اپنی ہو اس کے کھونے پہ غم ہوتا ہے مو موا۔ جو چیز آپ کی اپنی نہ ہو اس کے کھونے کا کیا غم۔"

"کیسا غم؟ کچھ ہوا ہے بڑی تو بتاو۔" سکندر نے گہرا سانس لیا پھر اس کی پیٹھ تھپک کر الگ ہوا۔

"آج آزاد ہو گیا ہوں۔ تم کھاوگے سٹیک یہاں بہترین حلال فوڈ مل رہا تھا سوچا یہ ٹرائی کروں۔"

حداد اس کے ساتھ بیٹھا اور ریوا ایس پی کو جلدی سے اپنے کوٹ کے جیب میں ڈال کر اپنے داڑھی پہ ہاتھ پھیرتے ہوے بولا۔

"بخت نے کافی مرتبہ کھایا ہے۔ میں نے ٹیک آوے ایک دفعہ ٹرائی کیا تھا۔"

"بخت اکیلے یہاں آئی ہے؟" اس نے سگریٹ بجھا کر کانٹا اور چھری اُٹھائی اور سٹیک کے ٹکڑے کرنے لگا۔

"نہیں دوستوں کے ساتھ۔ رمشا کو کال کر لو۔ وہ بہت پریشان ہو رہی تھی۔"

"تم نے اطلاع دے دی ہے نا۔ اب لو سبزی لوگے یا میش پٹیٹو؟"

"نہیں تم کھاو میں اپنا آڈر منگواتا ہوں۔" اس نے انگلی کے اشارے سے ویٹر کو بلایا پھر سکندر کو دیکھا جو اپنا سٹیک کھانے لگا۔

"دل میں باتیں رکھنا کبھی کبھار آپ کو بہت نقصان دیتا ہے۔"

"یہ عادت میں نے تم سے سیکھی۔" اس کی بات پہ حداد ایک دم چونک گیا۔ سکندر کا انداز اور بات دونوں ہی عجیب تھا۔

"جی سر؟" حداد ویٹر کی طرف متوجہ ہوا۔

•••••••••

زوہا اپنا بیگ پکڑے اوپر بینر کو پڑھ کر خود سے کچھ بڑبڑانے لگی۔

"حداد سر نے یہی نام بتایا تھا یا میں غلط جگہ آگئی ہوں۔ فون کروں انھیں؟ مگر میں پاگل لگوں گی ۔زوہا فوکس!!! " وہ اندر جانے کی کوشش کرنے لگی پھر ایک دم پیچھے ہوئی۔

"میں کیسے کر سکوں گی۔" اس نے لب زور سے دبائے اور اپنا سر جھکا لیا۔ گرنالا نا فون سکرول کرتے ہوے انسٹاگرام چیک کر رہی تھی جب انھیں محسوس ہوا کہ سامنے دروازے پہ موجود کوئی موجود ہے۔ جب انھوں نے اپنی عینک نیچے کی تو ان کا شک درست ہو گیا۔ وہ اپنی کُرسی سے کھڑی

ہوئی اور کاؤنٹر سے باہر نکل کر دروازہ کھولنے لگی۔ زوہا جو قدم اندر بڑھنے کے لئے بڑھائے ہی تھے کہ اس بزرگ خاتوں کو دیکھ کر تیزی سے ایسے پیچھے ہوئی جیسے اس کی چوری پکڑی گئی ہو۔

"یس ڈیر آپ کو کوئی کام تھا مجھ سے ؟"

انھوں نے جرمن زبان میں زوہا سے پوچھا۔ زوہا نے نفی میں سر ہلایا اور اسی پل تیزی سے سر اثبات میں ہلایا۔ گرینی لانا ایک دم تعجب سے دیکھنے لگی۔

"وہ وہ۔۔مجھے مسز سکائی سے ملنا تھا؟" اس نے انھیں کی زبان میں جواب بامشکل سے دیا۔ گرینی لانا اسے سر تا پا دیکھنے لگی۔ ایلو گرین جیکٹ اور بلیو جینز میں وہ لڑکی انھیں بخت کی عمر کی لگی مگر بخت تو بم تھی۔

"مسز سکائی میں ہی ہوں مجھے سب گرینی لانا بلاتے ہیں۔ تمھیں میک ڈریمی نے بھیجا ہے ؟"

"نہیں مجھے سر حداد آئی مین ڈاکٹر حداد عظیم بے بھیجا ہے۔" گرینی لانا نے پورا دروازہ کھولا اور بولی

۔

"ہاں وہی آؤ بیٹی۔ تمھارا نام زوا ہے نا؟"

"جی زوہا!" اسے اس بوڑھی عورت کی نرم دلی پہ زرا سہارا ملا اور اندر داخل ہوئی۔

"ٹھنڈ ہے آج اوپر سے موسم خراب تو میں نے دروازہ بند رکھا آؤ میں تمھارے انتظار میں بیٹھی تھی

"۔

"سوری میں لیٹ ہو گئی۔"

"او مائی چائلڈ ڈونٹ بی سلی۔ ویسے پیدل آئی ہو اس موسم میں ؟"

"نہیں بس میں آئی ہوں اور پانچ یہاں پیدل چل کر۔ آپ بتائیں سر کہہ رہے تھے آپ کو یہاں کام کے لئے کوئی بندہ چاہیے ؟"

"ہاں بچی مجھے دو گھنٹے کے لئے اپنے سیشن کے لئے جانا ہوتا ہے دار صل میرے گھٹنے کا پانچ مہینے پہلے آپریشن ہوا تھا۔ تو ڈاکٹر نے فزیو تھراپسٹ سے روزانہ چیک اپ کا کہا اس کے بعد ایک گھنٹہ میں اپنی سہیلی روبی کے پاس جاتی ہوں۔ باقی کے اوقات میرے پوتے اور میک ڈریمی کی بیوی بخت دیکھتے ہیں

مگر وہ بھی آج کل مصروف ہیں۔بچے کے مہمان آئے ہوئے ہیں اور میرے پوتوں کے اگزامز کے ساتھ ان کے فٹ بال کا بھی ٹائیم ہوتا ہے ارے تمھیں کھڑا کر دیا۔بیٹھو کیا لو گی ویسے جو جی کرے لے لو میرے پیٹھ پیچھے نہیں لینے دوں گی۔" انھوں نے آخری بات مذاق میں کہی مگر زوہا گھبرا گئی۔

"نہیں آپ یقین کریں میں ایسا نہیں کروں گی۔" گرینی لانا فریج کی طرف اس کے لئے پیپسی کا کین نکالنے لگی تو ایک دم رُک گئی۔

"او بچے میں مذاق کر رہی تھی۔آو بیٹھو۔کام سمجھانے سے پہلے میں تم سے بات کرنا چاہتی ہوں جیکٹ اُتار دو۔" وہ پہلے کنفیوز سی ہو کر انھیں دیکھنے لگی پھر سر ہلا کر بیٹھی مگر جیکٹ نہیں اُتاری۔وہ جیسے ہی بیٹھی تھی کوئی اندر داخل ہوا تو ایک دم کسی بڑے وجود کو محسوس کر کے وہ پیچھے ہونے لگی تو اس نے دیکھا وہ شخص خود بھی پیچھے گیا۔

"گڈ ایوینگ۔" گرینی لانا نے جاوید کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔یہ لڑکا ان کی دکان پہ پہلے بھی آیا تھا۔

"گڈ ایوننگ!" بھاری بھر کم آواز سُن کر وہ مڑی تو ایک دم اس کے تاثرات عجیب ہو گئے وہ تیزی سے گرینی لانا کے قریب ہوئی۔جاوید نے اسے دیکھا تو چونک گیا۔

"آپ نے انھیں کہی آس پاس دیکھا ہے؟ یا وہ اس دکان میں آئے ہو؟" اس نے فون کھول کر ایک آدمی کی تصویر دکھائی۔

"نو مگر یہ تو بخت کے انکل ہیں۔یہ ان کی تصویر آپ کے پاس کیا کر رہی ہے۔"

"آپ انھیں جانتی ہیں؟ اور آپ بخت میڈم کو بھی جانتی ہیں؟" اس کی آنکھوں میں حیرت آ گئی۔ زوہا اس کے چہرے کو دیکھنے لگی لیکن جاوید کی نظر پڑتے ہی وہ ریکس کو دیکھنے لگی۔

"بخت میری دوست ہے اور ڈاکڑ حداد عظیم اس کا شوہر بالکل میرے بچوں کی طرح ہے۔آپ کیا لگتے ہو ان کے۔"

"میں ان کا جاننے والا ہوں آپ بتائیں آپ نے انھیں دیکھ۔۔۔" اس کا فون بیل پہ اس کی بات ادھوری رہ گئی۔اس نے دیکھا رمشا کا فون تھا۔اس نے فون کان سے لگایا۔

"جی میم ؟جی ٹھیک چلو شکر ہے۔ میں آتا ہوں۔"

"جی وہ مل گئے ہیں آپ کا بہت شکریہ۔"

"اووہ کہی غائب ہو گیا تھا؟"

"نہیں بس فون نہیں اُٹھا رہے تھے اس لئے سب پریشان ہو گئے۔ چلتا ہوں۔"

"ارے بیٹا آپ کا نام کیا تھا۔" وہ جانے لگا جب وہ رُک لرزوہا کو دیکھنے لگا جو زرا سا مڑ کر ساس کی بوٹل اُٹھا کر دیکھنے لگی۔

"جاوید نام ہے میرا۔"

"جاید۔" گرینی لانا کی بات پر نجانے کیوں زوہا کے چہرے پہ مسکراہٹ آگئی۔ جس کا اسے خود بھی علم نہیں تھا۔ جاوید ان کو درست کرنا چاہتا تھا مگر اس لڑکی کو دیکھنے لگا جو اس ساس کی بوٹل کو دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔ وہ اس کی مسکراہٹ پہ غور کرتا اپنی نظریں پھیر چکا تھا اور سر ہلا کر چل پڑا۔

زوہا اس کے جاتے ہی پیچھے اس کی پشت دیکھنے لگی تو ایک دم اس کی سوچ کہی عجیب دُنیا میں چلی گئی۔

••••••••••••••••••••••••

بختاور تیزی سے اُٹھی وہ بالکل پسینے میں نہائی ہوئی تھی۔

"ماما؟ ماما کہاں ہیں؟" اس نے اپنے ہاتھ دیکھے تو ان میں خون نہیں تھا۔ اس کو ابکائی جیسی فیلنگ محسوس ہوئی۔

"ماماما۔۔۔" وہ منہ پہ ہاتھ رکھ کر اُٹھی اور تیزی سے واشروم گئی۔ دس منٹ بعد وہ باتھ روم سے باہر آئی تو وہ کافی نڈھال دکھائی دے رہی تھی۔ اسے باہر سکندر کی آواز آئی تو تیزی سے اپنی حالات کی پرواہ کیے بغیر وہ باہر آئی۔

"رے یار میں اس وقت کچھ نہیں سُنا چاہتا جلدی سے تیار ہو۔ میں ٹکٹس لے آیا ہوں۔ حداد جیسے ہی آتا ہے ہم سب نکلے گے اور بخت کہاں ہے؟"۔ سکندر جیسے ہی اوپر پہنچا بخت نے اسی وقت دروازہ کھولا سکندر کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

"ماما!! ماما۔" بختاور ہچکی لیتے ہوئے سیدھا جا کر سکندر سے لپٹ گئی۔

"بخت کیا ہوا ہے؟" پیچھے سے رمشا کی آواز آئی۔ سکندر نے بخت کے سر پہ ہاتھ رکھا۔

"کیا ہوا بچے؟"

"ماما آپ زندہ ہیں۔ ماماما پلیز کہی مت جایئے گا۔"

"سُن لیا آپ نے میری نہ سہی تو اس ننھی سی جان کا سوچ لیتے بس میرا بچہ یہ آدمی کبھی تو خیال کر لے۔" رمشا ان کے پاس پہنچ کر بخت کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے بول کر سکندر کو گھورنے لگی مگر سکندر پریشان ہو گیا۔

"بخت میرا بچہ کیوں رو رہی ہو؟"

سکندر نے اسے مزید اپنے ساتھ لگایا اور ہمیشہ کی طرح اس کے سر پہ پیار کیا مگر بخت سے کچھ بولا ہی نہیں جا رہا تھا وہ بس کانپتے ہوئے روئی جا رہی تھی۔

"بختاور۔۔۔" سکندر نے اسے خاموش رہنے اور نیچے جانے کا اشارہ کیا۔

"مگر سکندر بخت۔ بختا میری جان رو کیوں رہی ہو؟" رمشا بھی بیحد پریشان ہو گئی۔

"جاورے میں دیکھ لوں گا آو کمرے میں چلیں طبعیت بھی ٹھیک نہیں لگ رہی آو۔" وہ بولتے ہوئے اس کو کمرے میں لایا اور اسے بٹھانا چاہا مگر بخت نے روتے ہوئے اس کی شرٹ پکڑ لی۔ سکندر نے چونک کر اس کا انداز دیکھا۔

"کہی پھر میرے حوالے سے خواب تو نہیں دیکھ لیا؟"

وہ سمجھ گیا جب سے بخت سکندر کے حملے کے بعد ٹروما میں گئی تھی اسی وقت سے بختاور کو نائیٹ میر آتے تھے۔ جس میں سکندر کا خون میں لت پت وجود' رمشا کا چیختا چلانا اور آگے وہ اُٹھ جاتی تھی آہستہ آہستہ وہ نارمل ہوتی گئی تو اس کے خواب کم ہو گئے اور حداد سے شادی کے بعد تو خواب نہ ہونے کے برابر ہو گئے مگر آج پتا نہیں کیوں یہ خواب اس نے دیکھا۔

"ماما وہ۔۔۔ وہ آپ کا دل نکال رہا تھا اور میں کھڑی کچھ نہ کر سکی۔۔۔ ماما مجھے آپ بلا رہے تھے ۔۔۔ مگر میری ٹانگیں۔۔۔"

وہ بالکل ٹھنڈی ہو گئی تھی۔

"ماما آپ کو کچھ ہو گیا تو میں مر جاوں گی ماما۔"

"اِدھر دیکھو میرا بچہ!! ماما کو دیکھو!! " سکندر نے اس کو الگ کر اسے اپنی طرف کیا اور اس کے گال تھامے۔

"ایک بات میری دھیان سے سُن لو بخت تمھیں ہر کوئی چھوڑ سکتا ہے لیکن بخت کا ماما اپنی بچی کو کبھی نہیں چھوڑ کر جاے گا۔ سمجھ میں آئی بات۔"

اس نے بخت کے آنسو صاف کیے جیسے وہ ہمیشہ کیا کرتا تھا۔

"پیرامس ماما۔" بخت کو ایک دم سکندر کی شکل کو دیکھ کر تسلی ہوئی

"بھاپہ بھروسہ نہیں ہے؟" سکندر نے اسے گھورا۔

"ماما بھاپہ ہے مگر زندگی پہ نہیں۔"

"توبہ ہے یار وہمی لوگ اکھٹے کیے ہیں جلدی سے شاباش تیار ہو۔ زیورک کارنیوال کھلا ہے آٹھ بجے شروع ہونے والا ہے کل میں نے آسٹریا چلے جانا ہے ایک ہفتے بعد واپس آوں گا۔"

"کیوں ماما آپ؟؟"

"نو کیوں ویو کام سے جارہا ہوں۔ چلو جلدی تیار ہو جاو میں زرا اپنی بیگم کو چیک کر کے آوں اور یہ رونا دھونا بند کرو میری بیٹی روتے ہوے بالکل اچھی نہیں لگتی۔ اتنے سے شیر کا کوئی دل نکال سکتا ہے میں نہ نکال دوں اس کا دل۔ پاگل ہو تم پوری۔" اس نے اس کا گال تھپک کر چل پڑا۔ بخت منہ پہ ہاتھ رکھ کر بیڈ پہ بیٹھی۔ یا اللہ شکر ماما زندہ ہیں۔ نہ ہوتے تو کہاں جاتی وہ۔ اس نے مڑ کر اپنی اور حداد کی تصویر دیکھی۔

"آپ دونوں میری ضرورت ہیں۔ آپ دونوں کے بنا میں بالکل ادھوری اور اکیلی ہوں۔"

حداد نے لیپ ٹاپ کو زور سے ہاتھ مارا۔ اس یو ایس بی میں رمشا اور اس کی تصویروں کے علاوہ اسے کچھ اور مل نہیں سکا۔

"یہ تو اس کی اہم یو ایس بی تھی اس میں کیوں کچھ نہیں ہے۔" اس نے لب زور سے دبائے اور صبح کا واقعہ سوچا جب سکندر نے اس کو کچھ بتایا تھا جس سے وہ الرٹ ہو گیا اور جو بات اس نے فون کال پہ سُنی تو اس سے مزید ہوشیار ہو گیا کہ سکندر کچھ بڑا کرنے جا رہا ہے اوپر سے پتا نہیں اس کو خبر کس نے کر دی کہ میگھن کو کسی نے نکال دیا ہے اور جس طرح وہ آرام سے بتا رہا تھا ایسا لگ رہا تھا اسے پہلے سے معلوم ہو گیا ہے اور یہی چیز حداد کو گھبرانے پہ مجبور ہو گئی۔ یو ایس بی نکال کر اس نے لیپ ٹاپ سیٹ کی پیچھے رکھا اور گاڑی سٹارٹ کی۔ وہ صبح کے واقعے کو سوچنے لگا۔

بختاور حداد کے ساتھ ناشتہ بنانے میں مدد کر رہی تھی۔ سکندر جوگنگ کرنے گیا ہوا تھا اور رمشا اس کا ہاتھ دے رہی تھی۔

"حداد انڈے کتنے ڈالنے ہیں؟" حداد جو سوسیجز بنا رہا تھا ایک دم بخت کو دیکھتے ہوئے بولا۔

"بتایا تو ہے کہ تین۔ کیا پانچ منٹ پہلے کی بات بھی بھول جاتی ہو؟" بختاور نے کندھے اچکائے۔

"ظاہر ہے بہت سے واقعہ ذہن میں ہوتے ہیں جو ہر چیز بھلانے پہ مجبور کر دیتے ہیں۔" اس نے انڈے کو توڑنا چاہا تو انڈا باول کے اندر جانے کے بجائے سارا اس کے ہاتھوں میں گر گیا۔ حداد نے اسے دیکھا۔ بخت نے ناک چڑاتے ہوئے کہا۔

"کیا؟ انڈا ہی تھا اور بھی پڑے ہیں۔"

"جو مفت کے ہر گز نہیں ہے ڈیر وائف!!! "

"انڈا توڑنے کے لئے کوئی چیز ہونی چاہیے ایسے تو ہاتھ میں ہی آ جاتا اُف یک اس کی سیمل بھی بڑی عجیب ہے آج۔"

"انڈوں سے جسمین جیسی مہک نکلنے سے تو رہی بخت اور ہاں واقعی میں بڑا مشکل کام ہے انڈا توڑنا۔ اس کو توڑنے کے لئے بڑی سی میشن چاہی ہے بھئی۔" اس نے آخری بات پہ بخت کو چھیڑا۔ بخت نے اسے اگنور کیا وہ اب دوسرا انڈا اُٹھانے لگی تو حداد نے اس سے لیکر اس کے سر پہ زرا سا مارتے ہوئے پھر انگھوٹے کی مدد سے کھول کر اس نے باول میں بڑے آرام سے ڈالا۔

"ہاں یہ بہترین مشین ہے !! کبھی آزما کے دیکھی ہے۔" اس نے چھلکہ ڈسٹ بن میں پھینک کر سوسیجز نکالے۔ بخت نے اسے دیکھا پھر اس کے چہرے پہ شرارت بھری مسکان آئی۔ اس نے انڈا لیا اور حداد کے سر پہ مارنا چاہا حداد نے اسی وقت اس کی ٹرک جان کر انڈا اس کے سر پہ مارا۔

"ناٹ ویری سمارٹ وائفی !! " حداد کھل کر مسکراتے ہوئے ہنسا۔ بخت نے منہ کھول کر اپنے سر پہ ہاتھ رکھا تو دانت پیس کر اس نے دو انڈے اُٹھائے اور حداد پہ پھینکے ایک حداد کے ٹھوڑی پہ جا کر لگا اور دوسرا کیچ کرنے پہ اس کے ہاتھوں میں ٹوٹ گئے۔ بختاور کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"کیسا لگا انڈوں والا ماسک ہزبنڈ منہ پہ ملنے میں مدد کر دوں ہو سکتا ہے آپ ماما کی طرح گورے ہو جائے ۔" حداد نے اس کی کمر پکڑی اور اپنی طرف کھینچ کر ہاتھوں میں موجود ٹوٹا ہوا انڈا اس کے سر پہ ملا ۔

"تمھارے بال بڑے بدبودار ہیں چوہیا آو ان میں چمک اور خوشبو لے آوں۔"

"حداد چھوڑیں مجھے گاش ڈسکسٹنگ۔" اس نے زور سے مکا حداد کے سینے پہ مارا مگر حداد اپنے ہاتھ صاف کرنے پہ کامیاب ہو گیا۔

"ہاں اب ٹھیک ہے !!! اور لو پنگے مجھ سے۔" بخت نے اپنے بال پیچھے کیا اور اس کے سینے پہ زور سے ہاتھ مارا۔

"یہ چیزیں ایک دوسرے پہ پھینکنے کا رواج اب کب ختم کریں !!! "

"جب تم انسان کی بچی بنو گی۔' حداد نے ٹیشو سے ہاتھ اور ٹھوڑی صاف کرتے ہوئے کہا۔ بخت فلور کا باول اُٹھانے لگی تو اسی وقت حداد نے اس کی کلائی پکڑ کر گھماتے ہوئے اسے فریج کے ساتھ لگایا۔

بخت نے اپنے ناک پہ ہاتھ رکھا اور اسے پُش کیا مگر حداد مزید قریب ہو گیا۔

"اچھا لگ رہا ہوں نا؟" وہ شرارت سے ہنسا۔ بخت نے اپنی آنکھیں گھمائیں۔

"ویسے تم زردی اور چھلکوں میں غضب ڈھا رہی ہو اتنی پیاری تو دلہن بن کر نہیں لگی تھی جتنی اب لگ رہی ہو۔"

"میں نے یہ زردی جب آپ کی سلامت آنکھ پہ گھسانی ہیں تب پوچھوں گی کہ میں کتنی حسین لگ رہی ہوں۔" حداد اس کے بند منہ سے بات سمجھ گیا تھا تب بھی اس کے کانوں کے قریب ہو کر بولا۔

"کیا کہا؟ مجھے سُنائی نہیں دیا ذرا اب بتانا۔" اس کی گرم سانسیں اس کے کانوں کی لو اور گردن میں عجیب سی گدگدی کر رہی تھی۔

"بولو بولتی کیوں بند ہو گئی؟"

"یہ کیا ہو رہا ہے؟" سکندر کی دبنگ لہجے پہ حداد نے چڑتے ہوئے بخت کو خود سے علیحدہ کیا اور مڑ کر اس کو دیکھا جو تند سے اپنی شاندار پرسنالٹی سے اسے گھور رہا تھا جیسے وہ اپنی بیوی کے ساتھ نہیں کسی گرل فرینڈ کے ساتھ پکڑا گیا ہو۔

"یہ جو بھی ہو رہا ہے تمھیں کوئی اعتراض ہے؟" حداد کی بات پر بخت نے اسے گھورا۔ سکندر نے ان دونوں کے حلیے دیکھا تو ایک دم تعجب سے انھیں دیکھنے لگا یہ رومینس کرتے ہوئے ایک دوسرے پہ چیزیں پھینکتے ہوئے کیوں پائے جاتے ہیں۔ وہ بولا کچھ نہیں۔

"ماما شکر ہے آپ آ گئے ورنہ یہ ارہا کے نانا ابو مجھے چھیڑ رہے تھے۔"

"نانا ہو گا تمھارا ماما!!!" حداد بگڑتے ہوئے بولا سکندر نے اسے بھاوالی نظروں سے دیکھا۔

"اپنے جذبات پہ قابو رکھا کرو میاں۔ بختاور یہ انڈا بالوں میں کیوں لگایا ہوا ہے؟۔" بخت بولنی لگی حداد نے اس کی بات کاٹی۔

"نہیں ایک منٹ ایک منٹ یہ بات کر کون رہا ہے۔ پہلی اپنی حرکتوں پہ تم کیوں نہیں قابو رکھتے !!!! یہ بات میں بھی کہوں!!! اور اس وقت تم میرے گھر میں ہو تمھارا حکم پاکستان میں چلتا ہو گا یہاں نہیں۔"

سکندر مسکرایا بڑی قاتلانہ مسکراہٹ تھی۔

"سکندر نام ہے میرا۔اپنا نقش کسی تخت کی طرح جگہ جگہ چھوڑتا ہوں۔جہاں بھی قدم رکھتا ہوں۔ وہ جگہ میری سلطنت بن جاتی ہے۔میرا حکم کوئی نہ مانے ایسا نہیں ہو سکتا۔اس لیے حداد میاں یہ جگہ تمھاری ہو یا کسی اور کی جہاں سکندر آجاتا ہے وہاں ساری بات ہی ختم ہو جاتی ہے۔"

"چھا گئے ماما وہ ہم سے غلطی سے انڈے ٹوٹ گئے تھے تو ان کو سنبھالتے ہوئے ہمارے بالوں اور چہرے پہ لگ گئے۔" اسے سمجھ نہیں آئی کہ کیسے ماما کو سمجھاتی۔اس کا چہرہ بھی سُرخ ہو گیا تھا۔

"میں زرا حلیہ درست کر کے آئی۔" ماما کے سامنے پتا نہیں کیوں اسے شرم آجاتی تھی۔سکندر نے اسے جاتے ہوئے دیکھا پھر بولا۔

"ویسے اچھا کھیل کھیلتے ہو میری بھانجی کے ساتھ۔" اس کا لہجہ بڑا لائیٹ ہو گیا۔حداد نے اسے گھورا مگر مسکرا اُٹھا۔

"کیا کروں اب اس کے باپ نے سیدھا بچی پکڑا دی تو کھیلنے کے سوا کیا کر سکتا ہوں۔" سکندر ہنستے ہوئے سر ہلانے لگا۔

"تھینک یو!!" سکندر کے کہنے پہ حداد نے چونک کر اسے دیکھا۔

"اس کی آنکھوں میں چمکتی ہوئی خوشی کے لئے تھینک یو کہہ رہا ہوں۔" حداد نے سر جھٹکا۔

"ہاں دوسرے کا سکون چھین کر اس نے تو خوش ہی ہونا ہے۔کیا پیو گے۔"

"فی الحال تو سپرے مار وانڈے کی سمیل سے عجیب فیلنگ آرہی ہے۔"

"میں شاور لے کر آتا ہوں۔یہ آدھا ناشتہ تیار ہے۔۔۔"

"ویسے رُکو ایک بات بتانی تھی۔" حداد اس کی بات پہ رُک گیا۔

"ہاں بولو۔" سکندر نے پانی کی بوتل کاونٹر سے اُٹھایا اور پانی گلاس میں ڈالا۔

"میرے ایک قیدی کو روس کے جیل سے کسی نے میرا نام لے کر نکالا ہے۔" حداد ایک دم ساکت ہو گیا۔

جاری ہے۔